پیش خدمت ہے کتب خانہ گروپ کی طرف سے
ایک اور کتاب ۔
پیش نظر کتاب فیس بک گروپ کتب خانہ میں
بھی اپلوڈ کر دی گئی ہے 👈
https://www.facebook.com/groups
/1144796425720955/?ref=share
میر ظہیر عباس روستمانی
0307-2128068
@Stranger ❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️

ڈراما انارکلی کا تجزیاتی مطالعہ

مصنف: سید امتیاز علی تاج۔ تاریخ پیدائش: ۱۳۔اکتوبر ۱۹۰۰ء کو لاہور میں پیدا ہوئے، اور وفات ۹۔اپریل ۱۹۷۰ء میں ہوئی۔ والد کا نام: سید ممتاز علی۔ والدہ کا نام: محمدی بیگم۔ آبائی وطن بخارا، ابتدائی تعلیم لاہور کے ایک انگریزی اسکول میں ہوئی۔ امتیاز ایک ڈراما نگار کی حیثیت سے جانے جاتے ہیں، حالانکہ ان کی دلچسپی کئی چیزوں میں تھی مثلاً شاعری، مزاح نگاری، فلم سازی اور بچوں کے ادیب اور ادبی جرائد کے مدیر بھی تھے۔ امتیاز نے کئی ڈرامے لکھے لیکن "انارکلی" ان کا شاہکار ڈراما ہے۔ امتیاز نے یہ ڈراما ۱۹۲۲ء میں تصنیف کیا لیکن ۱۹۳۲ء میں اس کی اشاعت ہوئی۔ یہ تین ابواب اور تیرہ مناظر پر مشتمل ہے اور اس کا موضوع عشق اور فرض ہے۔

نقل کی صلاحیت انسانی فطرت کا حصہ ہے۔ دوسروں کو دیکھ کر سیکھنا اور خود ویسا ہی کرنا انسان نے شاید اس عمل کا آغاز اسی وقت سے کر دیا تھا جب کہ اس نے دنیا میں قدم رکھا تھا نقل کرنے کی یہی انسانی جبلّت ڈرامے کا نقش اول قرار دی جا سکتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انسانی تہذیب کا مطالعہ ہمیں اس حقیقت سے آشنا کراتا ہے کہ کسی مخصوص صورت حال یا واقعہ سے دوسروں کو آگاہ کرنے کے لیے "کر کے دکھانا" کی تکنیک کا طریقۂ کار اختیار کیا جاتا ہے اور دھیرے دھیرے مذہبی عقائد سے متعلق اور دیو مالائی تصورات کے حامل واقعات کو عمل کے ذریعہ پیش کیا جانے لگا۔ پیش کش کے اس عمل میں رفتہ رفتہ نکھار پیدا ہوتا گیا قصہ، کردار، مکالمہ اور پس منظر کی ابتدائی شکلیں وجود میں آئیں اور اسی طرح سے اسٹیج کا تصور بھی قائم ہوا۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ ڈراما بھی ایک کہانی ہی ہوتا ہے لیکن ڈرامے کا فن خاصہ مشکل ہے

Scanned by CamScanner

کیونکہ اس میں صرف ادبی صلاحیتیں ہی درکار نہیں ہوتی۔ اسٹیج کے متعلق معلومات کی ضرورت ہوتی ہے خود جگر کاری اور خون جگر کی نمائش کا اہتمام بھی فن کار کی ذمہ داری ہوتی ہے۔ اس میں فن کار کی مشکل گھڑی یہ ہوتی ہے کہ وہ جو کچھ بھی اپنے جذبات و تاثرات کو ظاہر کرنا چاہتا ہے خود نہیں کہہ پاتا کرداروں اور مکالموں کا سہارا لینے کی وجہ سے جتنی معروضیت اس فن میں ملتی ہیں وہ کسی اور فن میں نظر نہیں آتی۔

اسی طرح ڈراما اسٹیج کے التزامات سے قطع نظر سرتا سر کردار نگاری اور مکالمہ نویسی کا فن ہے ۔کشاکش، قوت عمل کا ظہور، تصادم، مقصدیت، نقطۂ عروج، وحدتیں وغیرہ جیسے لوازمات بھی ڈارامے کے فن سے متعلق ہیں مگر ان سب چیزوں میں نمایاں وہ کردار ہیں جنھیں ڈراما نگار زندگی کی عام کرداروں کو اور جاندار بنا کر نمایاں طور پر پیش کرتا ہے۔ اور یہ کردار ڈرامے کے مقصد کی مثبت یا منفی تصویریں بن کر اسے واضح کرتے چلے جاتے ہیں۔ ڈراما نگار کہیں چہرے کے تاثرات یا اعمال کے لئے وضاحتی نوٹ لکھتا ہے مگر ڈرامے کی بنیاد الفاظ کی گفتار اور کردار کے عمل پر رکھی جاتی ہے۔ ڈرامے میں متحرک اشخاص کی زبان ہوتی ہے اس کے تمام کردار مکالمے اور واقعات میں زندگی بسر کرتے ہوئے معلوم ہوتے ہیں اسی وجہ سے کہا گیا ہے کہ ہر کہانی ڈراما نہیں بن سکتی اور ڈراما، داستان، ناول اور افسانہ سے ممتاز ہے کیونکہ ڈراما میں زندگی کو بیانیہ انداز میں پیش کرنے کی بجائے عملی طور پر اجاگر کیا جاتا ہے۔ اب یہاں پر اس بات کو حقیقت سے تعبیر کرنے کے لیے لفظ ڈراما کی تعریف پر بھی ایک نظر ڈالنا مناسب ہوگا۔

ڈراما کی تعریف

کہانی کی عملی پیشکش یا قصہ ورعمل کو ہم ڈراما کہتے ہیں۔ یہ یونانی زبان کا لفظ ہے۔ اس کا مصدر (Spaw) جس کے معنی ''کر کے دکھانا'' کے ہوتے ہیں۔ ڈراما ہی ادب کی ایک ایسی صنف ہے جس میں ہر دعویٰ کے لیے امتحان کی سبیل نکلتی ہے کیونکہ ڈراما نگار قصہ بیان نہیں کرتا بلکہ افراد قصہ اپنے افعال اور مکالموں کے سہارے قصہ کو پایۂ اختتام تک پہنچاتے ہیں لہذا ڈراما اس انداز میں لکھا جاتا ہے کہ اسے عملی صورت میں دیکھا جا سکے یعنی ڈراموں میں جو قصہ ہوتا ہے اسے آنکھوں سے دیکھا جاتا ہے۔

Scanned by CamScanner

جب ڈراما کا رواج اپنی ترقی کی منزلیں طے کرنے لگا تو اس بات کی ضرورت محسوس ہوئی کہ ڈرامے کے قصہ کی فنی پیش کش کے لئے ضرورت کی طرف دھیان دیا جائے۔ چونکہ ہندوستان و یونان کو ڈرامے کی مرکزی حیثیت حاصل ہے اسی لیے ڈراموں کے اصول وضوابط بھی پہلے ہندوستان و یونان میں ہی وضع کیے گئے۔ یونان میں ارسطو نے ''بوطیقا'' اور ہندوستان میں بھرت منی نے ''ناٹیہ شاشتر'' لکھ کر ڈرامے کی پیش کش کے قاعدے مقرر کیے اور اردو میں ڈرامے کی ابتدائی صورتیں رام لیلا اور کرشن لیلا کے زیر اثر سامنے آئی، پھر پارسی تھیٹر کا رواج عمل میں آیا لیکن اس میں ادبی معیار کا فقدان تھا اس لئے اردو کے چند ممتاز ادیبوں نے ادبی تقاضوں کی طرف سنجیدگی کے ساتھ عملی کوشش کی۔ جب ادبی ڈراما نگاری کا چلن عام ہوا تو اسی روایت کا سب سے درخشاں باب امتیاز علی تاج کا ڈراما ''انارکلی'' ہے جو ہمارا موضوع ہے۔ لہٰذا اس کے بارے میں تجزیاتی گفتگو سے قبل اس کے قصہ پر بھی ایک سرسری نظر ڈالنا بہتر ہوگا۔

قصہ انارکلی

مغل شہنشاہ اکبر اعظم نے ایک خوبصورت کنیز نادرہ بیگم کو ''انارکلی'' کا خطاب عطا کیا۔ خطاب سے سرفراز ہوتے ہی انارکلی محل سرا میں ہر دلعزیز خاص وعام ہوگئی۔ اس کی اس قدر و منزلت سے اکبر کی منظورِ نظر کنیز دل آرام کو بے حد حسد ہوا اور انارکلی کو نقصان پہنچانے کی تلاش میں رہنے لگی۔ اسی درمیان جب اسے معلوم ہوتا ہے کہ شہزادہ سلیم بھی انارکلی سے محبت کرتا ہے تو اس کا جذبۂ انتقام عروج پر پہنچ جاتا ہے کیونکہ وہ خود شہزادہ کو حاصل کر کے ملکۂ ہندوستان بننے کا خواب دیکھ رہی تھی۔ وہ انارکلی کے گرد سازشوں کا جال بننا شروع کر دیتی ہے۔ اس کی کوشش ہوتی ہے کہ سلیم کی انارکلی سے محبت کا راز کسی طرح اکبرِ اعظم کے کانوں تک پہنچ جائے۔ انارکلی بھی سلیم کو چاہتی ہے لیکن چونکہ وہ ایک کنیز ہے اس لیئے اس عشق کے انجام سے ڈرتی ہے۔ سلیم کا دوست بختیار عاقل اور صاحب الرّائے شخص ہے وہ سلیم کے جذبوں کی شدت سے بھی واقف ہے لیکن یہ بھی جانتا ہے کہ اس کا دوست سلیم بڑی حد تک قوتِ عمل سے محروم ہے اور شاید اکبر اعظم اور سلیم کے اس ٹکراؤ میں غریب انارکلی کو اپنی جان سے ہاتھ دھونا پڑے یہی وجہ ہے کہ وہ سلیم کو اس راستہ پر مزید آگے بڑھنے سے روکتا ہے۔ ثریا انارکلی کی چھوٹی بہن جو بہت ذہین و فطین ہے دل آرام کی

Scanned by CamScanner

چالوں کو سمجھ لیتی ہے لیکن جو ہونے والا ہوتا ہے وہ ہو کر رہتا ہے۔ دلآرام جشن نوروز کے موقع پر انار کلی کو دھوکہ سے شراب پیلا دیتی ہے نشہ میں انار کلی آدابِ شاہی فراموش کر بیٹھتی ہے اور رقص کے دوران سلیم کو انتہائی واضح اشارے کرنے لگتی ہے اسے نشہ میں یہ احساس ہی نہیں رہتا کہ محفل میں اکبرِ اعظم بھی موجود ہے دل آرام بہانے سے اکبر کے قریب جاتی ہے اور انار کلی اور سلیم کی طرف متوجہ کرتی ہے۔ اکبر غیض وغضب کے عالم میں کھڑا ہو جاتا ہے اور اس کا اگلا ہی حکم انار کلی کو تنگ و تاریک قید خانہ میں پہنچا دیتا ہے۔

سلیم کی خواہش پر بختیار داروغۂ زندان کو رشوت دے کر اس بات پر آمادہ کرتا ہے کہ وہ رات کو قید خانہ میں سلیم کو انار کلی سے ملنے دے۔ سلیم انار کلی کو قید خانہ سے لے جانا چاہتا ہے لیکن داروغۂ زندان کی دروغ گوئی اسے باز رکھتی ہے وہ سلیم کو وہاں سے ہٹا دیتا ہے اور خود جا کر اکبر اعظم کو سارے واقعات کی اطلاع دیتا ہے۔ اکبر کا قہر وغضب نازل ہوتا ہے اور اس کے اگلے حکم کے مطابق انار کلی زندہ دیوار میں چنوادی جاتی ہے۔ ہوش میں آنے پر سلیم ہوش وخرد سے بیگانہ ہو جاتا ہے سلیم کی یہ حالت دیکھ کر اکبر کو اپنی نامرادی و ناکامی کا شدید احساس ہوتا ہے وہ سلیم کو یقین دلانا چاہتا ہے کہ وہ شہنشاہ نہیں بلکہ صرف اور صرف اس کا باپ ہے اور اس نے جو کچھ بھی کیا اپنے بیٹے کی بہتری کے لئے ہی کیا۔ اکبر سلیم کو یہ یقین دلانے میں کامیاب نہیں ہو پاتا اور ڈراما کے آخر میں اس کی حیثیت ایک ایسے ناکام شخص کی رہ جاتی ہے جسے کچھ بھی حاصل نہیں ہوا۔

ڈراما کا تجزیہ

امتیاز علی تاج نے یہ ڈراما ۱۹۲۲ء میں لکھا لیکن اس کی اشاعت ۱۹۳۲ء میں ہوئی۔ یہ تین ابواب (۱) عشق (۲) رقص (۳) موت، اور تیرہ مناظر پر مشتمل ہے۔ انجام کے اعتبار سے یہ ایک المیہ ڈراما کہا جاسکتا ہے اور موضوع کے اعتبار سے اس ڈراما کو عشق اور فرض کا حامل قرار دیا جاسکتا ہے۔ کیونکہ شہزادہ سلیم کو انار کلی سے محبت ہو جاتی ہے اور اکبر اعظم شہزادہ کو ہندوستان کا ایک عظیم الشان شہنشاہ ہونے کا خواب دیکھتا ہے لیکن جب سلیم کو بھٹکتا ہوا دیکھتا ہے تو اس کی راہوں میں ایک چٹان کی طرح کھڑا ہو جاتا ہے۔ اس ڈراما میں شروع سے آخر تک کشمکش نظر آتا ہے ابتدا سے کلائمکس کے قبل تک تو دل آرام سلیم اور انار کلی کے درمیان کشمکش ہے لیکن اکبر کا تصور

Scanned by CamScanner

بھی اس کشمکش میں کارفرما ہے۔

اردو ڈرامے کی تاریخ میں امتیاز علی تاج کا ڈراما انارکلی سنگِ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ تخیل کی رنگارنگی، جذبات کی سرمستی، فکر کی توانائی اور اسلوبِ بیان کی لطافت و نزاکت اس ڈرامے کی اہم خصوصیات ہیں۔ یہ ڈراما اگر زندگی کے دو مختلف نظریات کے مابین کشمکش کا شناس نامہ ہے تو مختلف و متضاد رویوں اور جذبوں کا فنکارانہ اظہار یہ بھی۔ ذیل میں ہم ڈرامے کے اجزائے ترکیبی کو مدنظر رکھتے ہوئے اس ڈرامے کے فنی و ادبی خصوصیات کا تجزیہ کریں گے۔

پلاٹ:۔ قصہ میں واقعات کی زمانی و منطقی ترتیب اور ان واقعات کے مابین ربط و تعلق پلاٹ کہلاتا ہے۔ ڈراما انارکلی ایک المیہ ڈراما ہے۔ اس کا پلاٹ ٹریجڈی کے تقاضوں کو بڑی حد تک پورا کرتا ہوا نظر آتا ہے۔ امتیاز علی تاج نے پلاٹ کا آغاز، وسط اور انجام کو تین بے حد خوبصورت اور بامعنی عنونات دیئے ہیں۔ (۱) آغاز عشق (۲) وسط رقص (۳) انجام موت۔ دراصل یہ تین الفاظ انسانی زندگی کے تین اہم مراحل کے استعارے کی حیثیت رکھتے ہیں عشق، مقصد یا ہدف کا استعارہ ہے یعنی عمل کا آغاز تو رقص تدبیر کا استعارہ ہے اور یہ تدبیر صحیح سمت میں ہوسکتی ہے اور غلط سمت میں بھی اور انجام کا انحصار تو اسی پر ہوتا ہے کہ آپ نے کون سا راستہ اختیار کیا۔ موت انجام کا استعارہ ہے چونکہ انارکلی اور سلیم اپنے بھولے پن کی وجہ سے دلآرام پر بھروسہ کر لیتے ہیں اور اسی کی سازشوں کے تحت انارکلی کو موت سے ہمکنار ہونا پڑتا ہے۔ واقعات کی منطقی ترتیب کے اعتبار سے اس ڈرامے کو چھ مرحلوں میں تقسیم کر سکتے ہیں۔

(۱) تمہید: اکبر کے حرم سرا کا منظر، کنیزوں کی آپسی چھل پہل اور بات چیت، انارکلی کا خطاب، دلآرام کا مرتبہ خطرے میں پڑنا، وغیرہ۔ یہ سب آئندہ پیش آنے والے واقعات کی فضا سازی کرتے ہیں۔

(۲) ابتدائی واقعہ: سلیم کو زندگی کے عام مشاغل اور امورِ سلطنت میں دلچسپی نہ لینا اور اس پر اکبر کے مکالمے سے یہ ظاہر ہو جاتا ہے کہ اکبر اور سلیم کے درمیان کس قدر فرق ہے اور یہی آئندہ ان کے مابین تصادم کا پیش خیمہ ثابت ہوتا ہے۔

(۳) عروج کا آغاز: سلیم اور انارکلی کی ملاقات اور انارکلی کے اندر ایک کنیز اور عام لڑکی

کے مابین جذباتی کشمکش اور انار کلی اور دلآرام کے درمیان کشمکش، انھیں دونوں صورتوں سے آئندہ ہونے والے تصادم کی ابتدا ہوتی ہے۔

(۴) نقطہ عروج: جشن نوروز کے موقع پر انار کلی کا رقص، اس کے درمیان سلیم کی طرف اشارہ کرنا، یہ دیکھ کر اکبر کا غصہ ہونا، اور انار کلی کا قید کر لیا جانا، رقص کا پورا منظر ہی اس کہانی کا نقطۂ عروج ہے۔

(۵) زوال: دل آرام کا اکبر سے قریب ہو کر سلیم اور انار کلی کی محبت سے آگاہ کرنا اور اکبر کو یہ بتانا کہ انار کلی کا اصل مقصد تو ملکۂ ہندوستان بننا ہے۔ یہیں سے اس کہانی کا زوال شروع ہوتا ہے۔

(۶) انجام: داروغۂ زندان کی اکبر سے ملاقات اور دروغ گوئی انار کلی کی فوری موت کا سبب بن جاتا ہے۔ اور یہ کہانی آخر کار اپنے انجام تک پہنچتی ہوئی نظر آتی ہے۔

اس طرح فنی نقطۂ نظر سے انار کلی کا پلاٹ گٹھا ہوا اور چست ہے۔ واقعات منطقی طور پر آگے بڑھتے جاتے ہیں اور ہر واقعہ اپنے گزشتہ واقعات سے فطری نتیجہ کے طور پر سامنے آتے جاتا ہے۔ اسی میں واقعات کے آپسی بندش بھی چست ہے اور تمام کڑیاں باہم مربوط بھی نظر آتی ہے۔

مرکزی خیال: افسانوی اصناف ادب خواہ وہ داستان ہو، ڈراما ہو، ناول ہو یا پھر افسانہ، ایک خاص مقصد کے تحت وہ فن پارہ وجود میں آتا ہے۔ دراصل یہی وہ مقصد یا مرکزی خیال ہے جو اس تخلیق کی روح ہوتا ہے۔ ڈراما انار کلی ایک رومانی المیہ ہے اس کا مرکزی خیال ''جذبۂ عشق'' ہے ۔ یہ عشق ہی ہے جو سلیم کو تخت و تاج ٹھکرانے اور انار کلی کو جان دینے پر آمادہ کرتا ہے۔ اکبر کو اپنے خوابوں سے عشق ہے کہ سلیم کو ایک عالی حوصلہ شہنشاہ دیکھنا چاہتا ہے۔ اس کے برعکس سلیم کو انار کلی سے عشق ہے جو اسے سلطنت سے بیگانہ کر دیتا ہے۔ پھر انار کلی کا سلیم سے عشق ہے جو کچھ پانے سے زیادہ سب کچھ کھو دینے کا نام ہے۔ عشق کی یہ مختلف و متضاد صورتیں ہی ڈرامے میں کشمکش کا عنصر پیدا کرتی ہیں۔ اس طرح اس ڈرامے کا مرکزی خیال ''جذبۂ عشق'' ہے جو طبقاتی نظام، سماجی تفریق، اقدار کی کشمکش، مقاصد کی تکمیل، رشک کے جذبات، اور خوابوں کی تعمیل سے ٹکراتا ہے۔ جذبۂ عشق کی سچائی، ہمہ گیریت اور ابدیت کو ہی امتیاز نے اس ڈرامے میں پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔

میر ظہیر عباس روستمانی

Scanned by CamScanner

کردار نگاری: تمام ڈراموں کی کامیابی کا انحصار اس کے کرداروں پر مبنی ہوتا ہے اور ڈراما نگار کو کرداروں کی نمائش میں بڑی احتیاط برتنا پڑتی ہے۔تاج نے اپنے ڈرامے میں ہر کردار سے موقع ومحل کی موزونیت کے ساتھ ساتھ اس کی شخصیت اور مرتبے کے مطابق اس کے لب ولہجہ میں فنکارانہ انداز کو خوب اجاگر کیا ہے۔اسی لیے تو بڑے اور اہم کرداروں کے ساتھ ساتھ چھوٹے کردار بھی اپنی جگہ ایک اہم مقام رکھتے ہیں۔جس کے بارے میں حاتم صاحب تحریر فرماتے ہیں:

''انارکلی کے تمام کردار ایک دوسرے سے ممیز ہیں۔سب کی انفرادی نشو نما فطری طور پر ہوتی ہے۔ ادنیٰ سے ادنیٰ کردار بھی اپنے افعال، اپنی سیرت اور اپنے مزاج کے اعتبار سے محض پہچانا ہی نہیں جاتا بلکہ دلچسپ بھی ہے'' (حاتم طاہر، اردو ڈرامے، ص ۱۶۔۱۷)

امتیاز اکبر کے جاہ وجلال، سلیم کی رومان پرستی اور جذباتیت، مہارانی کی مادرانہ شفقت، دل آرام کی مکاری وحسد، ثریا کی ذہانت، بختیار کی ذکاوت وہمدردی، داروغۂ زندان کے فریب، اور خاص طور سے انارکلی کی بے چارگی، تذبذب، اور داخلی کشمکش کی حقیقی تصویریں پیش کر تے ہیں۔جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ کردار نگاری کے فن پر انھیں مکمل گرفت ہے۔فکر وعمل، نیز جذبہ، رویہ کے نقطۂ نظر سے ان تمام کرداروں کی حیثیت انتہائی فطری ہے۔

مکالمہ نگاری: مکالمہ ڈراما کا انتہائی اہم جز ہے کیونکہ خیالات وجذبات کی ترسیل مکالمے کے ذریعہ ہی ممکن ہوسکتی ہے اور امتیاز نے انارکلی کے مکالمے تحریر کرتے وقت بہت ہی حسن وخوبی کے ساتھ اس ذمہ داری کو ادا کیا ہے۔انھوں نے کرداروں کے مزاج وفطرت کے عکاسی کے ساتھ ساتھ وہ شوکت وتجمل جو مغلیہ حرم کی خاصہ سمجھی جاتی ہے اس کا اظہار بھی بڑے دلچسپ انداز میں کیا ہے بقول محمد حسن: ''مصنف کی فنکاری ان مکالموں اور اس صورت حال کی عکاسی میں ظاہر ہوتی ہے جو مختلف کردار خود اپنی زبان میں اپنے مزاج کے مطابق اور صورت حال کے تقاضوں کے مطابق بے محابا اور بلا تکلف گفتگو کرتے ہیں۔'' (انارکلی۔مقدمہ محمد حسن ص ۱۹)

پروفیسر محمد حسن نے مکالمہ نگاری کی جن خوبیوں کی طرف اشارہ کیا ہے اس کی جستہ جستہ مثالیں اس ڈراما میں موجود ہیں۔جس سے پر شکوہ اور رعب دار شخصیت، اس کا جاہ وجلال اور غیض وغضب نیز اس کی فہم وفراست اس مکالمہ کے ایک ایک لفظ سے ٹپکتی ہوئی نظر آتی ہے۔مثال کے

Scanned by CamScanner

طور پر اکبرِ اعظم کا یہ مکالمہ ملاحظہ ہو۔

اکبر: ''کون میری طرح ناممکن کے خواب دیکھ سکتا ہے؟ کون میری طرح اپنے خوابوں کی حقیقت سمجھ سکتا ہے۔۔۔ میری عظمت میرے خواب ہیں رانی۔''

اسی طرح انار کلی کے کردار میں محبت کے افلاطونی تصور کا نقطۂ عروج نظر تو آتا ہے لیکن اس کی یہ محبت بے غرض اور بے ریا جذبوں سے عبارت ہے۔ کیوں کہ وہ اس حقیقت سے آگاہ ہے کہ سلیم ایک شہزادہ ہے اور وہ خود ایک کنیز۔ اس کا اظہار اس مکالمہ سے ہوتا ہے۔ ایک مثال ملاحظہ

انار کلی: ''میری اماں تم نہیں سمجھ سکتیں۔ جو کنیز بننے کو پیدا ہوئی ہے پھر وہ خوش کیوں ہو؟ وہ تو محبت میں جل مرنے سے بھی ڈرتی ہے۔۔۔ پھر بتاؤ وہ انار کلی ہوئی تو کیا؟

دل آرام اکبرِ اعظم کے بعد اس ڈرامے کا سب سے فعاّل کردار ہے۔ ڈرامے میں تصادم و کشمکش کی کم و بیش ساری صورتیں اسی کی وجہ سے ممکن ہو پاتی ہے۔ یہ کنیز جذبات، حسد و رقابت اور کمینہ فطرت شرست کے باعث ایک منفی کردار کی حیثیت رکھتی ہے۔ یہ انار کلی کو اپنے راستے سے ہٹانے کی اپنی ان منفی کوششوں کو وہ ''ستاروں کا کھیل'' کہتی ہے۔ ملاحظہ ہو یہ مکالمہ۔

دل آرام: ''انار کلی تو میری رقیب نہیں۔ میں تیری حریف نہیں۔ یہ تو ستاروں کے کھیل ہیں۔ کون اس کی پراسرار چال کو سمجھ سکتا ہے اور کون جانے جب وہ ٹکرائیں گے تو پھر کیا ہوگا؟

اس ڈرامے کے مکالموں میں ایک خاص بات یہ ہے کہ اس میں گفتگو کا انداز ہے اور اس سے آئندہ رونما ہونے والا عمل بھی ظاہر ہو جاتا ہے۔ مثلاً دل آرام کے ابتدائی مکالمے ظاہر کر دیتے ہیں کہ وہ آئندہ کیا کرنے والی ہے۔ مکالموں کی طوالت ایک عیب ہے۔ لیکن انار کلی کے مکالمے کہیں کہیں طوالت کے باوجود کرداروں کی فطرت اور ڈرامے کی روح سے پوری طرح مطابقت رکھتے ہیں۔ اسی طرح خود کلامی کا عنصر بھی حسن ہی پیدا کرتا ہوا نظر آتا ہے۔

منظر نگاری: امتیاز نے شاہان مغلیہ کی شان و شوکت اور قوت و اقتدار کی فضا سازی میں تخیل کی بہترین صورتوں سے کام لیا ہے۔ ڈراما انار کلی تیرہ مناظر پر مشتمل ہے جن میں محلات، باغ، شیش محل اور زندان ہیں۔ ان میں اگر ایک طرف عالی شان ایونوں کی آنکھوں کو خیرہ کر دینے والی چمک دمک اور رونق، شیش محل کا حسن اور باغ کے سرسبز و دل فریب نظارے ہیں تو دوسری

Scanned by CamScanner

طرف زندان کی ہولناک اور تاریک فضا بھی ہے۔ بعض جگہ ان مناظر کی ایک علامتی اور استعاراتی نوعیت بھی ہے۔ شیش محل کا منظر، اکبر اعظم کی طاقت وقوت، جبر وقہر اور شوکت وحشم کی علامت ہے تو قید خانے کی تاریک فضا، انارکلی کی مجبوری، اس کی کمزور سماجی حیثیت اور اس سزائے موت کا استعارہ ہے جو طبقاتی بنیادوں پر کھڑے معاشرے کے لیے ایک خطرہ بننے کی صورت میں اس کا مقدر بنی ہے۔

تصادم وکشمکش: اس ڈراما میں تصادم اور کشمکش کی مختلف صورتیں پائی جاتی ہیں۔ خارجی صورتوں میں دلآرام اور سلیم کے درمیان، اکبر اور سلیم کے درمیان، انارکلی اور دلآرام کے درمیان جذباتی، نظریاتی اور عملی کشمکش موجود ہے۔ کشمکش کی داخلی صورت اکبر کے اندرون باپ اور شہنشاہ کے مابین کشمکش، اور انارکلی کے اندرون محبت کے فطری تقاضے اور کنیز ہونے کے احساس کے مابین کشمکش کو قرار دیا جا سکتا ہے۔ خارجی کشمکش کی پہلی صورت اکبرِ اعظم اور سلیم کے درمیان ہے۔ اس لیے کہ دونوں کی ترجیحات ایک دوسرے سے یکسر مختلف ہیں۔ اکبر استحکامِ سلطنت کا خواب دیکھتا ہے جو اسے زیادہ محبوب ہے اس کے برعکس سلیم امورِ سلطنت کی طرف توجہ نہیں دیتا کیوں کہ وہ انارکلی کے عشق میں گرفتار ہے اس لئے مغلیہ سلطنت اس کے لیے بے معنی ہے۔ خارجی تصادم کی دوسری صورت دل آرام اور سلیم کے مابین ہے۔ دل آرام کا عشق سلیم سے نہیں بلکہ شہزادہ سلیم سے ہے کیوں کہ وہ ملکۂ ہند کا خواب دیکھتی ہے اس لئے سلیم کو انارکلی میں دلچسپی لیتے دیکھ کر جذبۂ انتقام سے پاگل ہو جاتی ہے اور اپنے راستے سے انارکلی کو ہٹانے کے لیے سازشوں کا جال بننا شروع کر دیتی ہے۔ سلیم چونکہ انارکلی کے عشق میں سرشار ہے اس لئے دل آرام سے اس کا ٹکراؤ ہونا لازمی ہے۔ اسی طرح خارجی تصادم کی تیسری صورت دل آرام اور انارکلی کے درمیان پائی جاتی ہے۔

داخلی کشمکش اکبر کے اندرون باپ اور شہنشاہ کے مابین، انارکلی کے اندروں کنیز اور ایک عام لڑکی کے درمیان ہے۔ اکبر کے اندرون شہنشاہ کی حیثیت سے سلیم کو مغلیہ سلطنت کا بیدار مغز حکمراں دیکھنا چاہتا ہے اور باپ کی حیثیت سلیم پر شفیق بھی ہے لیکن سلیم کی محبت کو اپنے خواب کی تکمیل میں رکاوٹ سمجھتا ہے اور انارکلی کو قید خانے میں ڈال دیتا ہے۔ آتشِ انتقام میں انارکلی کو

Scanned by CamScanner

دیوار میں چنوا دیتا ہے لیکن سلیم کا رنج و الم دیکھ کر وہ بے قرار بھی ہو اٹھتا ہے اور جب اسے یہ احساس ہوتا ہے کہ وہ سلیم کی محبت سے بھی محروم ہو چکا ہے تو اس وقت یہ جملے اس کی زبان پر آ جا تے ہیں۔ "وہ (اکبر) سب کا سب شیخو کا ہے۔ قاہر و جابر بھی باپ ہے، صرف باپ وہ بادشاہ ہے تو تیرے لئے، وہ مزدور ہے تو تیرے لئے، وہ قاہر ہے تو تیرے لئے۔ وہ تیرا غلام ہے اور میرے جگر گوشے غلاموں سے غلطیاں بھی ہو جاتی ہیں۔"

داخلی تصادم کی دوسری صورت انار کلی کے اندرون کنیز اور ایک عام لڑکی کے درمیان ہے۔ بحیثیت ایک لڑکی کے سلیم سے وہ محبت کرتی ہے لیکن ایک کنیز ہونے کا احساس اس کے جذبات کو روک دیتا ہے۔ کیونکہ سلیم کوئی عام نوجوان نہیں بلکہ ہندوستان کا ہونے والا بادشاہ ہے اور کنیز اس کی شریک حیات نہیں بن سکتی۔ انار کلی ڈرامے کی ابتدا سے اسی داخلی کشمکش کا شکار رہتی ہے یہ باطنی تصادم ہی انار کلی کے کردار کی اہم خصوصیت ہے۔

نقطۂ عروج: ڈراما انار کلی میں نقطۂ عروج وہ منظر ہے جب شیش محل میں جشن نوروز کے موقع پر انار کلی دوران رقص نشے میں اکبر کے سامنے سلیم سے اظہارِ محبت کرتی ہے اور اکبر اس کی بے باکی پر غصہ ہو کر اسے قید کرنے کا حکم صادر کرتا ہے۔ اس منظر سے انار کلی کی شکست اور دل آرام کی فتح کے آثار نظر آنے لگتے ہیں۔ کیونکہ اس کے بعد کے مناظر انار کلی کی رہائی اور جان بخشی کی کوششوں کے باوجود عمل کی اس گرمی سے خالی ہیں جو انار کلی اور سلیم کی محبت کو کامیابی سے ہمکنار کر سکے۔ اس طرح کہانی انجام کی طرف جاتی ہوئی نظر آتی ہے۔

انجام: انجام کو نتیجہ خیز، فطری اور کامیاب بنانا ڈراما نگار کی ذمہ داری ہوتی ہے۔ ڈراما انار کلی کا انجام واقعات و مناظر کے تناظر میں دیکھا جائے تو فطری ہی نظر آتا ہے۔ دل آرام اپنی دروغ گوئی سے اکبر کو بھڑکا کر اس سے انار کلی کی موت کا فیصلہ صادر کرواتی ہے۔ اس کہانی میں اصل تصادم تو اکبر اور انار کلی کے مابین ہے۔ ایک طاقت و قوت کی اور دوسری کمزوری اور بے بسی کی علامت ہے۔ یہی انار کلی کے موت سے ظاہر ہوتا ہے۔

مرکزی کردار: اس ڈرامے کے کرداروں کی ایک طویل فہرست ہے اس میں متعدد کردار ایسے ہیں جو مکالمے اور عمل کے ذریعے ڈرامے میں حصہ لیتے ہیں۔ ڈرامے کے واقعات و مناظر

Scanned by CamScanner

کے تناظر میں دیکھا جائے تو چار اہم کردار ہیں (اکبر، سلیم، انارکلی اور دل آرام) لیکن ان میں انار کلی مرکزی کردار کی حیثیت سے نظر آتی ہے۔ اس لئے کہ اس کہانی کی ابتدا سلیم اور انارکلی کی محبت سے ہوتی ہے اور نقطۂ عروج کا آغاز انارکلی کے جشن نوروز کے رقص سے ہوتا ہے اور متعدد داخلی و خارجی تصادم و کشمکش کی صورتیں سامنے آتی ہیں اور کشمکش کی یہ مختلف صورتوں کا اصل سبب انارکلی ہی بنتی ہے۔ اس ڈرامے میں دلکشی و دلچسپی کا باعث بھی انارکلی ہی ہوتی ہے اور دیگر کردار کسی نہ کسی صورت میں خواہ محبت ہو یا نفرت انارکلی سے ہی وابستہ نظر آتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ کہانی کا انجام آخر کار انارکلی کے دردناک موت پر ہوتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ اکبر نے سلیم کی ذات سے بہت سارے خواب وابستہ کر رکھا تھا اور وہ ان کی تکمیل کا خواہش مند بھی تھا انارکلی کی موت کا دردناک واقعہ سے یہ اشارہ ملتا ہے کہ اس ڈراما کے اکثر کرداروں میں انسانی نقطۂ نظر کا فقدان ہے کیونکہ اکبر، سلیم اور دلآرام ہر کوئی اپنی خواہشات کا غلام نظر آتا ہے اور اپنے اصلی حیثیت سے صرفِ نظر ہر کوئی اپنی آرزو کو پورا کرنا چاہتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اکبر صرف شہنشاہ ہے وہ باپ کی حیثیت سے واقعات نہیں سمجھ سکا اور سلیم بھی شہزادہ کے مرتبہ کو نہ پہچان سکا اور ایک عام نوجوان کی طرح عشق میں گرفتار رہا۔ دل آرام بھی یہ بھول بیٹھی کہ خوبصورتی اور فن کی بنیاد پر شاہوں کی منظور نظر تو ہو سکتی ہے مگر ان کے دلوں تک نہیں پہنچ سکتی۔

اس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اس ڈراما میں ہر فرد اپنی آرزوؤں کی تکمیل کا خواہش مند ہے اور اپنی ذمہ داری کو سمجھنے کے لیے کوئی تیار نہیں۔ یہی غیر انسانی عنصر ہے جو ڈراما میں دردناک انجام کا سبب بنتا ہے۔ جہاں تک انارکلی کا تعلق ہے وہ سلیم سے حقیقی محبت کرتی ہے اس لئے کہ اس کی محبت شہزادہ سلیم سے نہیں، صرف سلیم سے ہے۔ لیکن اسے اس بات کا اندیشہ ہے کہ نظام شاہی میں عیاشی کے لئے تو گنجائش ہوتی ہے لیکن ایک شہزادہ اور کنیز کی سچی محبت کے لئے نہیں جو کہ ڈراما کے آخر میں صحیح ثابت ہوتی ہے۔ دل آرام کی مسلسل سازشوں کی وجہ سے سلیم اور انارکلی کی محبت اکبر اعظم کے سامنے واضح ہو جاتی ہے اور آخر کار اکبر نے کسی قیمت پر اس محبت کو گوارہ نہ کیا جس کا آخری انجام انارکلی کی موت پر ہوتا ہے۔

Scanned by CamScanner

ڈرامے کے انجام سے واضح ہو جاتا ہے کہ کسی کا بھی خواب شرمندہ تعبیر نہ ہو سکا، انار کلی دیوار میں چنوادی جاتی ہے، دل آرام ماردی جاتی ہے۔ شہزادہ سلیم دیوانہ ہو جاتا ہے۔ اکبر شہنشاہ کی حیثیت سے بھی نقصان میں رہا کہ سلیم شہزادگی کے قابل نہ رہا اور باپ کی حیثیت سے بھی ناکام رہا کہ انار کلی کی سزا کے سبب سے اپنے بیٹے کو بھی کھو دیا۔ اس طرح سب کا خواب (اکبر، سلیم، انار کلی اور دل آرام) چکنا چور ہو گیا۔ جہاں تک المیہ کا تعلق ہے تو اکبر کا المیہ نظر آتا ہے کیوں کہ وہ اپنی تمام تر خوبیوں کے باوجود سچی محبت کی قدر نہ کرنے کی وجہ سے ایک بے گناہ خون کے ساتھ بیٹے سے بھی محروم ہو جاتا ہے۔ آخر کار اس کا عزم و استقلال، شاہی دبدبہ و طمطراق، سب کے سب مٹی میں مل جاتے ہیں۔

فنی اعتبار سے یہ ڈراما نہایت سبک اور چست نظر آتا ہے۔ واقعات کے تسلسل سے کہانی قاری کے تجسس کو ابتدا تا انتہا برقرار رکھتی ہے۔ یہ واقعات کرداروں کی جذباتی زندگی میں ارتقاء کا سبب بھی بنتے ہیں جس کی وجہ سے ان کی باطنی کشاکش انھیں حرارت پہنچاتی ہے اور کہانی میں زندگی پیدا کرتی ہے۔ امتیاز نے انار کلی کو ایک ڈرامے سے زیادہ ادبی شاہکار بنانے کی کامیاب کوشش کی ہے۔ ڈرامے کا ایک ایک لفظ اپنی جگہ ایک تراشا ہوا ہیرا ہے۔ اس طرح یہ ڈراما فنی اور ادبی حیثیت سے سنگ میل کا درجہ رکھتا ہے۔

☆☆☆☆☆☆

پیش خدمت ہے کتب خانہ گروپ کی طرف سے
ایک اور کتاب ۔
پیش نظر کتاب فیس بک گروپ کتب خانہ میں
بھی اپلوڈ کر دی گئی ہے 👇
https://www.facebook.com/groups/1144796425720955/?ref=share
میر ظہیر عباس روستمانی
0307-2128068
 @Stranger

Scanned by CamScanner

© مصنف

ZAIBUN NISA

ISBN: 978-93-83558-79-7

اشاعت	:	2015
قیمت	:	₹ 163
کاغذ	:	80Gsm سن شائن
مطبع	:	جے۔ کے۔ آفسیٹ، دہلی۔ 110006
ناشر	:	زیب النساء
سرورق	:	ڈوکومنٹ سولوشنس، نئی دہلی۔110025

یہ کتاب قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان کے مالی تعاون سے شائع کی گئی ہے۔

تقسیم کار:

- مکتبہ جامعہ لمیٹڈ، علی گڑھ۔202002
- ایجوکیشنل بک ہاؤس، یونیورسٹی مارکیٹ، علی گڑھ۔202002

میر ظہیر عباس روستمانی

Scanned by CamScanner

Scanned by CamScanner